تکبیرِ اُولیٰ

مولانا محمد ساجد حسن مظاہری

﴿وسارعوا الی مغفرة من ربکم وجنة عرضها السمٰوات والارض اعدت للمتقین، الذین ینفقون فی السراء والضراء والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس والله یحب المحسنین﴾ (آل عمران:133/134)

ترجمہ: ''اپنے رب کی بخشش اور جنت کی طرف دوڑ کر چلو، جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، جو پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے، جو لوگ آسانی اور سختی کے موقع پر بھی راہ خدا میں خرچ کرتے رہتے ہیں، غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی ان نیکوکاروں کو دوست رکھتا ہے۔''

تشریح وتوضیح:

آیت شریفہ میں دنیا جہان کی کامیابی کے حصول کے لیے جنت حاصل کرنے کا حکم فرمایا اور مغفرت کے حصول کی جانب توجہ دلائی... مغفرت کے معنی ہیں بچنا، بچانا، چھپانا۔

دنیا کے غلط معاشرہ کے شر سے بچنا بھی مغفرت ہے اور اخروی ناکامی ونامرادی سے بچنا بھی مغفرت ہے، اعمال صالحہ کے بغیر نہ یہ حاصل ہوتی ہے اور نہ وہ۔ تو مطلب یہ ہوا کہ جلدی جلدی، دوڑ دوڑ کر ایسے اعمال کرو، جن کا نتیجہ اس دنیا کی زندگی میں خطرات سے بچاؤ ہو اور اخروی زندگی میں کامیابی اور مغفرت کا سبب بنے۔ "وسارعوا الی مایوجب مغفرة من ربکم"۔ (فتح القدیر:490/1)

یہاں اسبابِ مغفرت کے بارے میں مفسرین نے مختلف وجوہات بیان کی ہیں، کسی نے اسلام، کسی نے اخلاص، کسی نے ہجرت، کسی نے جہاد، کسی نے توبہ، کسی نے فرائض نماز۔

نتیجہ تمام اقوال کا ایک ہی ہے کہ ایسے عقائد، اعمال صالحہ، اخلاق فاضلہ اختیار کیے جائیں جن سے گناہوں کی مغفرت، دوزخ سے رہائی اور سایۂ رحمت میں پہنچنے کا استحقاق ہو جائے۔

لیکن حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور سعید بن جبیر نے اس کی تفسیر نماز کی تکبیر اولیٰ سے کی ہے کہ مغفرت کے قوی اسباب میں سے یہ بھی ایک سبب ہے، اب مطلب یہ ہوا کہ تکبیر اولیٰ کا اہتمام کرو۔ (تفسیر کبیر:364/3)

تکبیر اولیٰ کا مصداق:

جو پہلی رکعت میں شامل ہو گیا اس کو تکبیر اولیٰ کا ثواب مل جاتا ہے۔

"اما فضیلة تکبیر الافتتاح فتکلموا فی وقت ادراکھا، والصحیح ان من ادرك الرکعة الأولی فقد ادرك فضیلة تکبیرة الافتتاح، کذا فی الحصر فی باب أبو یوسف"۔ (فتاوی ھندیه:76/1 طبع بیروت)

سورۃ فاتحہ کے اختتام پر جو آمین کہی جاتی ہے اس میں شرکت سے بھی تکبیر اولیٰ کا ثواب مل جاتا ہے۔

امام کی قرأت شروع ہونے سے پہلے پہلے نماز میں شریک ہو جائے تو تکبیر اولیٰ میں شمار ہوگا۔

تکبیر اولیٰ سے مراد یہ ہے کہ امام جب پہلی مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کرے تو مقتدی بھی اس وقت نماز میں شریک ہو جائے۔

البتہ حضرات علمائے کرام کے تعامل سے یہی راجح معلوم ہوتا ہے اور اسی کے لیے وہ بھاگ دوڑ بھی

کرتے تھے۔

تکبیراولیٰ کی فضیلت:

قبیلہ طی کے ایک شخص نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد کی طرف نکلے تو تیزی سے چلنے لگے (دوڑنے لگے) ان سے کہا گیا کہ آپ خود یہ کام کررہے ہیں حالاں کہ آپ تو اس سے خود منع فرماتے ہیں؟ فرمایا کہ: میں نے نماز کی حد یعنی تکبیر اولیٰ کے لیے جلدی کی ہے۔

”ان ابن مسعود خرج الی المسجد فجعل یھرول فقیل له: اتفعل ھذا وانت تنھیٰ عنه؟ قال: انما بادرت حد الصلوۃ: التکبیرۃ الاولیٰ“۔ (رواہ الطبرانی فی الکبیر:9/294/925)

جہنم سے برأت:

ابوکاہل رحمۃ اللہ علیہ نے مرفوعاً بیان کیا ہے کہ: جو شخص چالیس دن اور چالیس رات جماعت کے ساتھ تکبیر اولیٰ کو پاتے ہوئے نماز پڑھے تو اللہ پر حق ہے کہ اس کے لیے جہنم سے برأت لکھ دے۔

(رواہ الطبرانی فی الکبیر:18/962/928)

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ: جو شخص مسجد میں جماعت کے ساتھ چالیس رات نماز پڑھے اور اس سے نماز عشاء کی پہلی رکعت نہ چھوٹے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس کی وجہ سے جہنم سے آزادی لکھ دیتے ہیں۔ (رواہ ابن ماجہ:58)

نفاق سے بھی برأت:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ: ”جس شخص نے چالیس

دن تک تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز ادا کی، اللہ تعالیٰ اس کے لیے دو قسم کی برأت لکھ دیتے ہیں جہنم سے برأت (آزادی)، نفاق سے برأت۔ (ترمذی عن انس فی الصلاۃ، فضل التکبیرۃ الاولیٰ:33/1)

کسی بھی چیز کے دو جز اور حصے ہوا کرتے ہیں: ظاہر و باطن۔ ایک چھلکا، ایک اندر کا مغز اور جوہر، اندر کا مغز ہی اصل، قیمتی اور خلاصہ ہوا کرتا ہے اور نماز کا خلاصہ اور قیمتی جوہر تکبیر اولیٰ ہے۔

تکبیر اولیٰ خلاصہ نماز ہے:

حضرت عبداللہ بن عوفی سے روایت ہے کہ ہر چیز کا ایک خلاصہ ہوا کرتا ہے اور ایمان کا خلاصہ نماز ہے اور نماز کا خلاصہ تکبیر اولیٰ ہے۔ (عن ابی ھریرۃ عنہ فی الکامل لابن عدی:174/3)

تکبیر اولیٰ کا ثواب ہزار اونٹ کی قربانی سے بھی زیادہ ہے:

نماز کی نماز اور قربانی کی قربانی، کیوں کہ ایک روایت میں وارد ہے کہ امام کے ساتھ تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز پڑھنا ایک ہزار اونٹ راہ خدا میں صدقہ کرنے سے زیادہ افضل ہے۔ "**التکبیرۃ الاولی یدرکھا الرجل مع الامام خیر لہ من الف بدنۃ**"۔ (کنز العمال:169/9، رقم19649)

کسی چیز کی فضیلت بیان کر کے اس کی رغبت پیدا کرنا اور عمل پر آمادہ کرنا ہوتا ہے، مگر تاکید کے لیے صراحتاً اس کا حکم دیا جاتا ہے، ذیل کی حدیث شریف میں تکبیر اولیٰ کی محافظت اور پابندی کا صراحتاً حکم دیا جا رہا ہے۔

تکبیر اولیٰ کی پابندی کا حکم:

ابن ابی شیبہ نے مصنف میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ بلاشبہ ہر چیز کی ایک ابتدا ہے اور نماز کی ابتدا تکبیر اولیٰ ہے لہٰذا تم لوگ تکبیر اولیٰ کی پابندی کرو۔

www.alkalam.pk

(تلخیص الحبیر:522/2)

کثیر ثواب اور تکبیر اولیٰ کی اہمیت اور فضیلت کے پیش نظر اکابر و اسلاف کے یہاں امراض و اعذار، حوادث و مصائب کے باوجود برسہا برس تک اس کا خوب اہتمام رہا ہے۔

واقعہ:

قاضی محمد ابن سماعہ، جو امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہ اللہ علیہ کے شاگرد تھے، فرماتے ہیں کہ چالیس سال تک میری تکبیر اولیٰ کبھی فوت نہیں ہوئی۔ یعنی برابر جماعت میں شریک ہوتا رہا، صرف ایک دن جب میری والدہ ماجدہ فوت ہوگئیں تو جماعت نہ مل سکی، خیال آیا کہ حدیث میں ہے کہ جماعت کی نماز تنہا نماز پڑھنے سے 27 درجہ زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لیے میں نے ایک نماز کو 27 دفعہ پڑھا تاکہ خسارہ پورا ہو جائے، اس کے بعد نیند آگئی اور سو گیا۔ اسی حالت میں ایک کہنے والے نے کہا کہ اے محمد! تم نے ستائیس دفعہ نماز پڑھ لی، مگر فرشتوں کی آمین کا کیا ہوگا۔ یعنی سورہ فاتحہ کے اختتام پر امام آمین کہتا ہے تو اس پر فرشتے بھی آمین کہتے ہیں، مگر منفرد اور تنہا آدمی کی آمین پر فرشتوں کی آمین نہیں ہوتی اس کی طرف اشارہ ہے۔

تکبیر اولیٰ فوت ہونے پر افسوس:

تذکرہ الرشید میں لکھا ہے کہ دیوبند کے جلسہ دستار بندی میں جب حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب رحمتہ اللہ علیہ تشریف لائے تو غالباً عصر کی نماز میں ایسا اتفاق پیش آیا کہ مولانا محمد یعقوب صاحب نماز پڑھانے کے لیے مصلیٰ پر جا کر کھڑے ہوگئے، مخلوق کے اژدہام اور مصافحہ کی کثرت کے باعث، باجود عجلت کے، جس وقت آپ جماعت میں شریک ہوئے تو قرأت شروع ہو چکی تھی، سلام پھیرنے کے بعد دیکھا گیا تو آپ اُداس تھے اور چہرہ پر اضمحلال برس رہا تھا اور آپ رنج کے ساتھ یہ الفاظ فرماتے تھے کہ

افسوس! بائیس برس کے بعد آج تکبیر اولیٰ فوت ہوگئی۔

تکبیر اولیٰ کے اہتمام کی تاکید:

حضرت سید احمد بریلوی رحمتہ اللہ علیہ صاحب نے شادی کی، ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ نماز میں کچھ دیر سے آئے، مولانا عبدالحئی رحمتہ اللہ علیہ نے سکوت کیا کہ شاید نئی شادی کی وجہ سے اتفاقیہ کچھ دیر ہوگئی ہوگی۔ اگلے دن پھر ویسا ہی ہوا کہ سید صاحب کو اتنی دیر ہوئی کہ تکبیر اولیٰ ہو چکی تھی، مولانا عبدالحئی صاحب لکھنوی نے سلام پھیرنے کے بعد کہا کہ: عبادت الٰہی ہوگی یا شادی کی عشرت؟ سید صاحب چپ رہے اور اپنی غلطی کا اقرار کیا اور پھر وقت سے پہلے نماز کے لیے معمول کے مطابق تشریف لانے لگے۔ (ارواح ثلاثہ:144)

تکبیر اولیٰ میں شرکت خوش قسمتی کی بات ہے، مگر جن ازلی سعید روحوں پر نماز اور مناجات کا غلبہ ہوتا ہے وہ نماز تو نماز اذان سے بھی پہلے مسجد میں حاضری کا اہتمام کرتے ہیں۔ متقدمین میں سے نہیں متاخرین میں سے، بہت دور کے نہیں بالکل قریب کے، ان بزرگ کا معمول بھی ہمارے لیے شاہراہ عمل ہے۔

آثار ونشاں سب قائم ہیں:

نواسۂ حضرت شیخ قدس سرہ واستاذ مدرسہ مظاہر علوم مولانا محمد جعفر صاحب کی روایت کے مطابق قطب عالم حضرت شیخ مولانا زکریا صاحب نور اللہ مرقدہ کا معمول مبارک نماز کے لیے مسجد میں اذان سے پہلے حاضری کا تھا، بالخصوص مدینہ منورہ کے زمانہ قیام میں اخیر عمر میں حضرت چوں کہ معذور ہو گئے تھے، از خود تیاری نہیں کر سکتے تھے، اس لیے خادم تیاری کراتا تھا، ایک دن تیاری کرانے میں خادم کو اتنی تاخیر ہوگئی کہ مسجد نبوی میں اذان شروع ہوگئی، طبیعت مبارک پر بہت اثر ہوا، روتے ہوئے فرمایا: جا میرے یار! اتنی دیر کردی کہ وقت ہی ختم ہوگیا۔

خواص اور علماء تو فنا فی اللہ ہوتے ہیں، مگر قدیم زمانہ کے امراو وزرا اور بادشاہ بھی حضرات علمائے کرام اور اولیائے عظام سے مخالطت، ان کی صحبت، ان کی خدمت، ان سے عقیدت کی بدولت اسی رنگ میں رنگے نظر آتے ہیں، ذیل کا واقعہ بھی چشم بینا کے لیے نمونۂ عبرت ہے۔ فھل من مدکر۔

شمس الدین التمش کا واقعہ:

حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کی وفات ہوئی تو کہرام مچ گیا، جنازہ تیار ہوا، نماز جنازہ ادا کرنے کے لیے ایک بڑے میدان میں جنازہ لایا گیا، بے شمار مخلوق جنازہ پڑھنے کے لیے نکل پڑی تھی، حدنگاہ تک ٹھاٹھیں مارتا ہوا انسانوں کا ایک سمندر نظر آتا تھا، جب نماز جنازہ پڑھانے کا وقت آیا، ایک آدمی آگے بڑھ کر کہتا ہے کہ: میں وصی ہوں، مجھے حضرت نے وصیت کی تھی، اس مجمع تک وہ وصیت پہنچانا چاہتا ہوں، مجمع خاموش ہو گیا، کہنے لگا کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے یہ وصیت کی ہے کہ میرا جنازہ وہ شخص پڑھائے، جس کے اندر چار خوبیاں ہوں۔

(۱) پہلی خوبی یہ کہ زندگی میں اس کی کبھی تکبیر اولیٰ فوت نہ ہوئی ہو۔

(۲) دوسری یہ کہ اس کی تہجد کی نماز کبھی قضا نہ ہوئی ہو۔

(۳) تیسری یہ کہ اس نے غیر محرم پر کبھی بھی نظر نہ ڈالی ہو۔

(۴) چوتھی یہ کہ اس نے عصر کی سنتیں بھی کبھی نہ چھوڑی ہوں۔

جس شخص میں یہ چار خوبیاں ہوں وہ میرا جنازہ پڑھائے... جب یہ بات کہی گئی تو پورے مجمع پر سناٹا چھا گیا، کون ہے جو قدم آگے بڑھائے؟ اسی درمیان میں ایک شخص روتا ہوا آگے بڑھا، حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کے جنازہ کے قریب آیا، جنازہ سے چادر ہٹائی اور کہا: آپ تو فوت ہو گئے، مجھے رسوا کر دیا اور مجمع کے سامنے اللہ کو حاضر و ناظر جان کر قسم کھائی کہ: الحمدللہ! میرے اندر یہ

چاروں خوبیاں موجود ہیں۔لوگوں نے دیکھا تو وہ شخص وقت کا بادشاہ شمس الدین التمش تھا۔(تاریخ ہند:ص34)

''آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے''

پیغام:

آدمی کے نزدیک جس چیز کی قدر و قیمت ہوتی ہے وہ اسی میں مشغول،منہمک اوراسی کے تانے بانے بننے میں لگا رہتا ہے۔تمام بھاگ دوڑ اسی کے لیے ہوتی ہے،کدوکاوش کے بعد اگر وہ چیز حاصل ہوتی ہے تو اس کے ملنے سے مسرت وخوشی ہوتی ہے اوراس کے فوت ہونے ، نہ ملنے سے رنج وغم ہوتا ہے۔ہمارے نزدیک چوں کہ دنیا اوراس کا سازوسامان بہت کچھ ہے،اس لیے ہماری خوشی وغمی کا محور بھی وہی ہے،اس کے ملنے سے خوشی اوراس کے نہ ملنے سے غم ہوتا ہے۔اور ہمارے اکابر واسلاف کے نزدیک چوں کہ دین اور دینیات،آخرت اوراخروی اعمال سب کچھ تھے اس لیے ان کی خوشی اورغمی کا معیار ومحور بھی یہی تھا... اعمال صالحہ،اخلاق فاضلہ اختیار کرکے ان کوخوشی ہوتی،اورادووظائف،اشغال واعمال ترک ہونے سے ان کو رنج ہوتا تھا۔ہماری تو جماعت فوت ہوجائے یا نماز ہی جاتی رہے تو ہمیں افسوس تک نہیں ہوتا،اور ہمارے بڑوں کا حال یہ تھا کہ اگر ایک وقت کی تکبیر اولیٰ فوت ہوجاتی تو تین دن تک اس کا رنج رہتا اور اگر جماعت فوت ہوجاتی تو سات دن تک غمزدہ رہتے۔

”روی أن السلف کانوا یعزون انفسھم ثلاثة ایام اذا فاتتھم التکبیرة الاولی ویعزون سبعا اذا فاتتھم الجماعة۔“ (احیاء العلوم:135/1 ،باب فضیلة الجماعة)

☆☆☆☆

پیشکش: ابوزبیر [www_alkalam_pk@yahoo.com]